سلسلہ خطبات نمبر
92

علماء خطباء اور ائمہ مساجد کے لئے

بیان جمعۃ المبارک





عنوان

زبان کے گناہ

از قلم

مولانا اکرم بشیر مخدوم پوری صاحب حفظہ اللہ

فاضل دار العلوم کبیر والا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زبان کے گناہ

10/اپریل 2026 بمطابق 21/شوال المکرم 1447

تحریر وترتیب: مولانا اکرم بشیر مخدوم پوری

اہم عنوانات

زبان کی اہمیت زبان کی حفاظت زبان کا صحیح اور غلط استعمال زبان کے گناہ
جھوٹ بولنا دل آزاری کرنا غیبت کرنا تہمت لگانا گالی دینا مذاق اڑانا
طعنے دینا برے القاب سے پکارنا چغل خوری کرنا وعدہ خلافی کرنا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔ خُصُوْصًا عَلَی الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ۔ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ○ (سورۃ الاحزاب: 7/33)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ آخَرَ: مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ○ (سورۃ ق: 18/50)

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ (صحیح البخاری: 6475)

فہرست عنوانات

عنوان صفحہ نمبر

تمہید

آپ حضرات کے سامنے 22واں پارہ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 33 تلاوت کی ہے جس میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ○(سورۃالاحزاب:7/33)

اس آیات مبارکہ میں اللہ تعالی نے ایمان والوں کو ایک اہم بات کا حکم دیا ہے اور وہ یہ کہ اے ایمان والو ! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو۔

صاحب روح البیان فرماتے ہیں کہ: قول سدید وہ بات ہے جو سچی ہو، اس میں جھوٹ بالکل نہ ہو، صحیح بات ہو اس میں غلطی بالکل نہ ہو، ٹھیک بات ہو مذاق اور دل لگی نہ ہو، نرم کلام ہو اس میں دل آزاری نہ ہو۔(معارف القرآن)

صحیح بات کون سی ہوتی ہے اور غلط کون سی ہوتی ہے ؟ زبان کا صحیح استعمال کیا ہے اور غلط استعمال کیا ہے ؟ زبان کی کون سی باتیں نیکی شمار ہوتی ہیں اور کون سی باتیں گناہ شمار ہوتی ہیں اسی بارے میں چند اہم باتیں عرض کرنے کا ارادہ ہے۔

زبان کی نعمت

سب سے پہلی بات یہ کہ زبان اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے جس کے ذریعے اللہ تعالی نے انسان کو مافی الضمیر کا اظہار سکھایا ہے چنانچہ سورۃ الرحمٰن جس میں اللہ تعالی نے اپنی بہت سی نعمتوں کا تذکرہ کیا ہے اور جن و انس کو مخاطب کر کے بار بار ایک جملہ دہرایا ہے کہ:

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ○(سورۃالرحمٰن:13/55)

"اے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے "

سورۃ کے شروع میں اللہ تعالی نے انسان کی تخلیق کا تذکرہ کرنے کے بعد جو سب سے پہلی نعمت کا ذکر کیا ہے وہ یہی زبان و بیان کی نعمت ہے چنانچہ فرمایا:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ○عَلَّمَهُ الْبَیَانَ○(سورۃالرحمٰن:55/3-4)

"اسی رحمان نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا"

یعنی انسان پر اللہ تعالی کا یہ بڑا انعام و احسان ہے کہ اس نے انسان کو زبان و بیان کی نعمت سے نوازا، اسے قوتِ گویائی عطا فرمائی اور اظہار مافی الضمیر کا طریقہ سکھایا۔

جب یہ اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے تو اس نعمت کا اور اللہ تعالی کی دی ہوئی ہر نعمت کا تقاضا یہ ہے کہ اسے صحیح اور اللہ تعالی کے حکم کے مطابق استعمال کیا جائے اور اگر اللہ تعالی کی نعمت کی ناقدری کی جائے اور اسے غلط اور اللہ تعالی کے حکم کے مطابق اور

اس کی نافرمانی میں استعمال کیا جائے تو نا صرف یہ کہ یہ اس نعمت کی ناقدری اور ناشکری ہے بلکہ یہ ہلاکت اور وبال کا باعث بھی ہے۔

زبان کی اہمیت

- اسی زبان کے ذریعے انسان اظہار مافی الضمیر کرتا ہے۔اسی زبان کے ذریعے انسان دوسرے کو اپنا مطلب اور مقصد سمجھانا چاہے تو سمجھا سکتا ہے، کوئی بات سمجھنا چاہے تو پوچھ کر سمجھ سکتا ہے۔
- اگر انسان اس زبان کو صحیح استعمال کرے تو اپنا فائدہ بھی کر سکتا ہے دوسروں کا فائدہ بھی کر سکتا ہے اور اگر غلط استعمال کرے تو اس کے ذریعے اپنا نقصان بھی کر سکتا ہے اور دوسروں کا نقصان بھی کر سکتا ہے۔
- اسی زبان سے دو کلمے بول کر انسان دوسرے کو راضی بھی کر سکتا ہے اور ناراض بھی کر سکتا ہے اسی طرح اس زبان سے دو کلمے بول کر انسان اپنے رب کو راضی بھی کر سکتا ہے اور ناراض بھی کر سکتا ہے۔
- اس زبان کے ذریعے انسان جتنا چاہے نیکیاں بھی کما سکتا ہے اور جتنا چاہے گناہ بھی جمع کر سکتا ہے۔

زبان کی حفاظت

بہت سی احادیث مبارکہ میں اللہ کے نبی ﷺ نے زبان کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ حَدِّثْنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ، قَالَ: «قُلْ رَبِّيَ اللهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ»، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ، فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ، ثُمَّ قَالَ: «هٰذَا» (جامع الترمذی: 2410 أَبْوَابُ الزُّهْدِ، بَابُ مَا جَاءَ فِيْ حِفْظِ اللِّسَانِ)

حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی بات بتا دیجئے جس کو مضبوطی سے تھام لوں آپ ﷺ نے فرمایا: زبان سے کہو کہ میرا رب اللہ ہے پھر اس پر ڈٹ جاؤ، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ کو میرے بارے میں سب سے زیادہ کس بات کا ڈر ہے آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا اور فرمایا: اس کا"

یعنی آپ ﷺ نے نصیحت کی کہ زبان سے حق بات کہو اور پھر اس پر استقامت اور ثابت قدمی اختیار کرو اور فرمایا مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ ڈر زبان کا ہے (کہ تم اس کو غلط استعمال نہ کرو)

انسان کے جسم میں ایک اہم عضو اور اہم حصہ زبان ہے اور بسا اوقات اس زبان سے نکلا ہوا ایک کلمہ اور ایک جملہ انسان کے لئے ہلاکت کا باعث بن جاتا ہے اس لئے ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، رَفَعَهُ قَالَ: "إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ: اتَّقِ اللهَ فِيْنَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ، فَإِنْ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَإِنْ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا "(جامع الترمذی: 2407 اِبْوَابُ الزُّهْدِ، بَابُ مَا جَاءَ فِيْ حِفْظِ اللِّسَانِ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو انسان کے تمام اعضاء زبان کے سامنے فریاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں: "اے زبان ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرنا، کیونکہ ہم تیرے ساتھ وابستہ ہیں اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے"۔

اس لئے اللہ کے نبی ﷺ نے خاص طور پر اس زبان کو قابو میں رکھنے کا حکم دیا ہے ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: «امْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ»(جامع الترمذی: 2406 اِبْوَابُ الزُّهْدِ، بَابُ مَا جَاءَ فِيْ حِفْظِ اللِّسَانِ)

"حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نجات کیسے ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی زبان پر قابو رکھو اور تمہارا گھر تمہارے لئے کافی ہونا چاہئے اور اپنے گناہوں پر رویا کرو"

یعنی نجات اس میں ہے کہ ایک تو اپنی زبان پر قابو رکھو دوسرا زیادہ اور بلاضرورت گھر سے باہر جانے اپنے گھر میں ہی رہا کرو تیسرا یہ کہ اپنے گناہوں کے معاملے میں اللہ تعالی کے سامنے رو رو کر توبہ و استغفار کیا کرو۔

فضول گوئی

زبان کی اکثر باتیں بلاضرورت اور بے فائدہ ہوتی ہیں اس لئے اسلام نے ہمیں فضول اور بے کار باتوں سے منع کیا ہے فضول اور بے کار باتوں سے مراد وہ باتیں ہیں جن کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی اور ان میں دین یا دنیا کا کوئی فائدہ نہ ہو تا یہ خود اگرچہ گناہ کبیرہ نہیں ہے لیکن انجام کار یہ بہت سے گناہوں کا سبب بنتا ہے کیونکہ یہی فضول باتیں عموما آگے چل کر کبھی جھوٹ کی شکل اختیار کر لیتی ہیں کبھی غیبت کی شکل اختیار کر لیتی ہیں کبھی کسی کا مذاق اڑانے کی شکل اختیار کر لیتی ہیں

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے سورۃ المؤمنون کے شروع میں جو کامیاب ایمان والوں کی صفات بیان فرمائی ہیں ان میں ایک یہ صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ○(سورۃ المؤمنون: 3/23)

"اور وہ لغو باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں"

ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيْهِ» (جامع الترمذی: 2317 ابوَابُ الزُّهْدِ بابٌ مِّنْهُ)

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:انسان کے مسلمان ہونے کی خوبی یہ ہے کہ وہ ہر لایعنی اور بیکار کام کو چھوڑ دے‘‘۔

اب لایعنی میں بے کار کام بھی شامل ہیں اور بے کار قسم کی باتیں بھی شامل ہیں جن کا نیا و آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہو اور وہ وقت ضائع کرنے کا سبب بنیں چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ». (صحیح البخاری:6475 كِتَابُ الرِّقَاقِ بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ خیر کی بات کیا کرے یا پھر خاموشی اختیار کرے"

اور آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے:

كُلُّ كَلَامِ ابْنِ آدَمَ عَلَيْهِ لَا لَهُ إِلَّا أَمْرٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ أَوْ ذِكْرُ اللهِ (جامع الترمذی:)

"انسان کی ہر بات اس کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے فائدہ مند نہیں ہوتی اس سوائے اس کے کہ وہ نیکی کا حکم دے، برائی سے روکے یا اللہ کا ذکر کرے(تو یہ اس کے لئے فائدہ مند ہے)"۔

زبان کا صحیح اور غلط استعمال

زبان کا صحیح استعمال آدمی کے نامہ اعمال کو نیکیوں سے بھر دیتا ہے جبکہ اس کا غلط استعمال نامہ اعمال کو گناہوں سے بھر دیتا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالی کو اس بات کی تاکید کی ہے کہ انسان جو بات بھی کرتا ہے اور جو لفظ بھی منہ سے نکالتا ہے وہ اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے جو قیامت کے داس کے سامنے آجائے گا چنانچہ ایک آیت مبارکہ میں ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ○(سورۃ ق:18/50)

"انسان جو لفظ بھی منہ سے نکالتا ہے اس کے پاس ایک نگران مقرر ہوتا ہے جو ہر وقت (لکھنے کے لئے) تیار ہوتا ہے"۔

بسا اوقات اس زبان سے نکلا ہوا ایک کلمہ انسان کو عظمت اور بلندی کی انتہا پر پہنچا دیتا ہے اور بعض اوقات اسی زبان سے نکلا ہوا ایک کلمہ انسان کو پستی کی انتہا تک بھی پہنچا دیتا ہے زبان کا صحیح استعمال آدمی کو جنت میں پہنچا سکتا ہے جبکہ اس کا غلط استعمال جہنم تک پہنچا سکتا ہے چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يَرَى بِهَا بَأْسًا يَهْوِي بِهَا سَبْعِينَ خَرِيفًا فِي النَّارِ» (جامع الترمذی:2314 کتاب الزھد بَابٌ فِي مَنْ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ يُضْحِكُ بِهَا النَّاسَ)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک ایک آدمی زبان سے ایک کلمہ کہتا ہے وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھ رہا ہوتا جبکہ وہ اس ایک کلمہ کی وجہ سے جہنم میں کئی سال تک گرتا چلا جاتا ہے"۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:
مَنْ يَّضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ (صحیح البخاری: 6474 کتاب الرقاق)
"جو مجھے دو چیزوں کی ضمانت دے دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں ایک وہ جو دو جبڑوں کے درمیان ہے (یعنی زبان) اور ایک وہ جو دو پاؤں کے درمیان ہے (یعنی شرمگاہ)"
یعنی جو مجھے یہ ضمانت دے دے کہ میں زبان سے کوئی گناہ نہیں کروں گا اور شرمگاہ سے کوئی گناہ نہیں کروں گا میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ اکثر دو گناہ انہی دو اعضا سے یا انہی کی وجہ سے ہوتے ہیں اس لئے خاص طور اللہ کے لئے نبی ﷺ نے ان کے گناہوں سے بچنے کی تاکید کی ہے۔

زبان کے گناہ

بہت سے گناہ ایسے ہیں جن کا تعلق ہماری زبان سے ہے اور یہ بات بھی حقیقت ہے کہ آج معاشرے میں زیادہ تر ناراضگیاں، اختلافات اور لڑائی جھگڑے اسی زبان کی وجہ سے ہیں اگر زبان کا استعمال درست ہو جائے اور زبان کے گناہوں کو ہی چھوڑ دیا جائے تو بہت سے اختلافات اور لڑائی جھگڑے خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ اور زبان کے بہت سے گناہ ایسے بھی ہیں جنہیں بعض اوقات ہم گناہ بھی نہیں سمجھتے اور بعض گناہ ایسے ہیں جن کے بارے میں ہمیں یہ تو علم ہے کہ یہ گناہ ہیں لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ گناہ کتنے خطرناک ہیں اور ان کے کیا کیا نقصانات ہیں۔
آپ حضرات کے سامنے زبان کے گناہوں میں سے چند ایک کا تذکرہ کرتا ہوں:

جھوٹ بولنا

زبان کا ایک گناہ جھوٹ بولنا ہے جو کہ اب ایک وبا کی صورت اختیار کر گیا ہے اور بسا اوقات ہماری گفتگو میں دانستہ یا نادانستہ جھوٹ کی ملاوٹ ہوتی ہے اور اس کو کوئی گناہ بھی نہیں سمجھا جاتا حالانکہ جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے گناہ کبیرہ ہے۔
قرآن مجید میں اللہ تعالی نے جھوٹ کے بارے میں فرمایا:
لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ (سورۃ آل عمران: 61/3)
"جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے"۔

قرآن وحدیث کا مطالعہ کرنے معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ بولنا کسی مسلمان کا کام نہیں ہے بلکہ یہ تو منافقین کا کام ہے
ایک حدیث مبارکہ میں ہے اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھا گیا کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے فرمایا ہاں مومن بزدل ہو سکتا ہے پھر پوچھا گیا کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے فرمایا ہاں مومن بخیل ہو سکتا ہے پھر ہپوچھا گیا کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے فرمایا نہیں مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ قرآن مجید میں جتنی بھی جھوٹ بولنے سے متعلق آیات ہیں تقریبا سب کفار و منافقین کے بارے میں ہیں۔ اللہ اور اس کے نبی ﷺ نے بتایا ہے جھوٹ بولنا مسلمان کا کام نہیں بلکہ جھوٹ بولنا تو منافق کی نشانی ہے چنانچہ پہلا پارہ سورۃ البقرۃ کے دوسرے رکوع میں تفصیل کے ساتھ منافقین کا کردار بیان کیا گیا ہے وہاں ان کی ایک خرابی یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں چنانچہ فرمایا:

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ○(سورۃ البقرۃ:10/2)

"اور ان کے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے"

سورۃ المنافقون کی پہلی آیت مبارکہ میں منافقین کے بارے میں فرمایا:

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ○(سورۃ المنافقون:1/63)

"(اے نبی ﷺ) جب منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ خوب جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین جھوٹے ہیں"

اور اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے:

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (صحیح البخاری: 33 کتاب الایمان باب علامات المنافق)

"منافق کی تین نشانیاں ہیں ایک یہ کہ جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے دوسرا یہ کہ جب وہ وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے تیسرا یہ کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو امانت میں خیانت کرتا ہے"۔

اور بعض روایات میں چوتھی نشانی یہ بتائی گئی ہے وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ کہ جب وہ جھگڑا کرتا ہے تو گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے منافق کی سب سے پہلی نشانی یہی بتائی گئی کہ وہ جھوٹ بولتا ہے اور ایک بات یہ بھی نوٹ کریں کہ اس حدیث مبارکہ میں منافق کی جو چار نشانیاں بتائی گئی ہیں وہ دراصل چار گناہ ہیں اور ان میں تین گناہ ایسے ہیں جن کا تعلق صرف زبان کے ساتھ ہے جھوٹ بولنے کا تعلق بھی زبان کے ساتھ ہے جھوٹا وعدہ کرنا اور وعدہ خلافی کرنا اس کا تعلق بھی زبان کے ساتھ ہے اور گالی گلوچ کا تعلق بھی زبان کے ساتھ ہے۔

سچ بولنا نجات کا باعث ہے جبکہ جھوٹ بولنا ہلاکت کا باعث ہے ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيْقًا، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ

فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا»(جامع الترمذی: 1971 أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكَذِبِ)

"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ سچ بولو اس لئے کہ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچ کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں صدّیق یعنی سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو اس لئے کہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک کذّاب جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے"

اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹ ایک ایسا گناہ ہے جو آدمی کو مزید گناہوں کی طرف لے کر جاتا ہے اور بسا اوقات آدمی یک جھوٹ بولتا ہے پھر اس جھوٹ کو چھپانے کے لئے یا اس کو ثابت کرنے کے لئے کئی اور بھی جھوٹ بولتا ہے۔

جبکہ جو آدمی جھوٹ بولنا چھوڑ دیتا ہے اس کی برکت سے وہ اور کئی گناہوں سے بچ جاتا ہے اس کی مثال حدیث مبارکہ میں ہے کہ ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ایمان لایا اور عرض کیا میں تین گناہ کرتا ہوں ایک تو میں جھوٹ بولتا ہوں دوسرا چوری کرتا ہوں تیسرا زنا کرتا ہوں میں ان مین سے صرف ایک گناہ جو آپ کہیں میں چھوڑدوں گا آپ نے فرمایا جھوٹ بولنا چھوڑ دو

معلوم ہوا کہ جھوٹ تمام گناہوں کی جڑ ہے جب زبان سچ کی عادی ہو جائے تو دل میں خوفِ خدا پیدا ہو جاتا ہے اور دوسرے کئی گناہ خود بخود چھوٹنے لگ جاتے ہیں۔

دل آزاری کرنا

زبان کا ایک گناہ کسی کی دل آزاری کرنا یعنی کوئی ایسی بات کرنا جس سے دوسرے کو تکلیف پہنچے ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایذاءِ مسلم یعنی کسی بھی مسلمان کو تکلیف دینا حرام اور گناہ ہے اور دوسروں کو تکلیف دینے کا زیادہ تر تعلق زبان کے ساتھ ہوتا ہے اسی لئے خاص طور پر اللہ کے نبی ﷺ نے اس کی تاکید کی ہے کہ تمہاری زبان سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے

مسلمان کون؟

آپ ﷺ نے مسلمان کی تعریف ہی یہ کی ہے کہ مسلمان کہتے کس کو ہیں چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ»(جامع الترمذی: 2627 أَبْوَابُ الْإِيمَانِ بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الْمُسْلِمَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس سے لوگوں کی جانیں اور ان کے مال محفوظ رہیں"۔

زبان کا زخم

درس نظامی کی مشہور کتاب شرح جامی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک مشہور شعر ہے:

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِئَامُ وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

"تلواروں کے زخم مل بھر جاتے ہیں لیکن جو زخم زبان نے لگائے ہوں وہ نہیں بھرتے"۔

یہ زبان ہی ہے جس سے انسان بعض اوقات ایسی بات کہہ جاتا ہے جس سے دوسرے کا دل ایسا زخمی ہوتا ہے کہ وہ بھرنے کو ہی نہیں آتا۔

غیبت کرنا

زبان کا ایک اور گناہ جس سے بڑی تاکید کے ساتھ منع کیا گیا ہے اور وہ گناہ عام ہے ہماری اکثر مجلسیں اس سے خالی نہیں ہوتیں وہ ہے غیبت کرنا چنانچہ فرمایا:

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ○(سورۃ الحجرات:12/49)

"اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو، کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تو خود تم نفرت کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان ہے"۔

غیبت کی تعریف ایک حدیث مبارکہ میں خود حضور اقدس ﷺ نے فرمائی ہے چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا الْغِيبَةُ؟ قَالَ: «ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ»، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ؟ قَالَ: «إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ»(جامع الترمذی: 1934 أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغِيبَةِ)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! غیبت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کا تذکرہ اس طرح کرو (یعنی ایسے الفاظ اور ایسے انداز سے کرو) جو اسے ناگوار ہو ایک صحابی سے پوچھا کہ: "اگر اس میں واقعی وہ بات موجود ہو (جو میں بیان کر رہا ہوں تو کیا اس کو بیان کرنا بھی غیبت ہے؟" آپ نے فرمایا: "اگر اس میں واقعی وہ بات ہو تب تو تم نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر اس میں وہ بات موجود ہی نہ ہو تو پھر تم نے اس پر بہتان باندھا" (یعنی یہ غیبت سے بھی بڑا گناہ ہو گا)"۔

بعض لوگوں عادت ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کی غیبت اور پیٹھ پیچھے برائی کرتے رہتے ہیں اگر انہیں منع کیا جائے یا سمجھایا جائے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ جی میں کوئی جھوٹ بول رہا ہوں میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں میں تو یہ یہ بات اس کے منہ پر بھی کرنے کو تیار ہوں تو یاد رکھیں کہ یہ بھی غیبت ہے کہ بات سچی ہو لیکن آپ کسی کی پیٹھ پیچھے بات کر رہے ہوں اور ایسے الفاظ یا ایسے انداز

سے بات کریں کہ اگر وہ سامنے موجود ہوتا تو اس کو برا لگتا یہی غیبت ہے ورنہ وہ بات جو اس کی پیٹھ پیچھے کہی جارہی ہے اگر وہ اس کے اندر موجود ہی نہ ہو تو یہ تو بہتان ہو جائے گا جو اس سے بھی بڑا جرم اور گناہ ہے۔

پھر اللہ تعالی نے غیبت کی مثال دی ہے کہ غیبت کی مثال ایسے ہے جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا جو کہ انتہائی گھناؤنا اور قابلِ نفرت فعل ہے پھر جس کی غیبت کی جائے وہ چونکہ موقع پر موجود نہیں ہوتا اس لئے اس کو مردہ (بھائی) کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے ظاہر ہے کہ اس سے ہر آدمی نفرت کرے گا تو سبق یہ دیا گیا ہے کہ جس طرح تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے نفرت کرتے ہو کسی کی غیبت کرنے سے بھی تمہیں اسی طرح نفرت ہونی چاہئے۔ پھر فرمایا:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ (سورۃ الحجرات:12/49)

”اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالی توبہ قبول کرنے والے اور نہایت رحم کرنے والے ہیں“۔

(یعنی ان جرائم کے معاملے میں اللہ سے ڈرنا چاہئے اور اگر ان میں سے کوئی جرم ہو جائے تو فوراً اللہ تعالی سے توبہ کر لینی چاہئے اللہ تعالی بڑے توبہ قبول کرنے والے ہیں اور بڑے مہربان ہیں)

تہمت لگانا

زبان کا ایک گناہ تہمت لگانا ہے یعنی کسی مسلمان پر کسی ایسے گناہ کا الزام لگانا جو اس میں نہ ہو۔

سورۃ النور جس میں کئی جرائم کی شرعی سزائیں اور حدود کا تذکرہ ہے وہاں تہمت لگانے کی سزا بھی ذکر کی گئی ہے چنانچہ فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاۗءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (سورۃ النور:4/24)

"اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں اور پھر چار گواہ نہ لے کر آئیں تو انہیں اسّی کوڑے لگاؤ اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی لوگ نافرمان ہیں"۔

یعنی جو شخص کسی بیگناہ، پاکدامن عورت پر بدکاری کا الزام لگاتا ہے تو اسے کہا جائے گا کہ چار گواہ لے کر آئے اور اگر وہ گواہ نہ لا سکے تو اسے شرعی سزا دی جائے اور آئندہ کبھی بھی اس کی گواہی بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ کسی بیگناہ پر تہمت اور الزام لگانا شریعت کی نظر میں کتنا برا اور گناہ ہے۔

گالی دینا

زبان کا ایک گناہ کسی مسلمان کو گالی دینا ہے گالی دینا کسی شریف آدمی کا کام نہیں ہے ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ» (جامع الترمذی: 1983 أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّتْمِ)

"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے"

گالی صرف مسلمان کو ہی نہیں بلکہ کسی کافر کو بھی گالی دینے کی اجازت نہیں ہے چنانچہ ایک آیت مبارکہ میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (سورۃالانعام:108/6)

"اے مسلمانو! یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر جن جھوٹے خداؤں کی عبادت کرتے ہیں تم انہیں برا نہ کہو ورنہ وہ لوگ جہالت میں حد سے گزر کر اللہ کو برا کہیں گے"

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کو گالی دینا درست نہیں اگرچہ وہ شخص برا بھی ہو اور اس کی دلیل یہی آیت مبارکہ ہے جس میں اللہ تعالی نے جھوٹے خداؤں کو بھی گالی دینے سے منع فرمادیا ہے۔

مذاق اڑانا

زبان کا ایک گناہ کسی دوسرے مسلمان کا مذاق اڑانا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالی نے خاص طور پر اس سے بھی منع فرمایا ہے چنانچہ فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ (سورۃالحجرات:11/49)

اے ایمان والو! نہ تو مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ (جن کا مذاق اڑارہے ہیں) وہ خود ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کو مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ (جن کا مذاق اڑارہی ہیں) وہ خود ان سے بہتر ہوں۔

یہ مذاق اڑانا زبان سے بھی ہو سکتا ہے اور ہاتھ پاؤں سے نقل اتار کر بھی ہو سکتا ہے اور اشارہ کرکے بھی ہو سکتا ہے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تمسخر یہ ہے کہ کسی کے عیب یا کمزوری کا اس طرح سے ذکر کرنا کہ دوسرے سن کر ہنسنے لگ جائیں قرآن مجید نے مردوں کو علیحدہ اس سے منع کیا ہے اور عورتوں کو علیحدہ اس سے منع کیا ہے اس سے اس کی اہمیت اور خطرناکی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ساتھ یہ بھی بتادیا کہ تمہیں کیا خبر ہو سکتا ہے کہ تم جس کا مذاق اڑارہے ہو اللہ کی نظر میں وہ تم سے زیادہ افضل اور بہتر ہو۔

خوش طبعی کے طور پر جو آپس میں مذاق کیا جاتا ہے اسے عربی میں مزاح کہتے ہیں وہ جائز ہے لیکن اس میں بھی شرط یہ ہے کہ ایک تو اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہونا چاہئے دوسرا دوسرے کی دل آزاری نہیں ہونی چاہئے اس سے دوسرے کی دل آزاری ہوتی ہے اسے تکلیف ہوتی ہے تو پھر یہ مذاق جائز نہیں ہے۔

طعنے دینا

زبان کا ایک اور گناہ جس سے منع کیا گیا ہے وہ ہے ایک دوسرے کو طعنے دینا اس کی وجہ سے آپس میں نفرتیں اور لڑائی جھگڑے جنم لیتے ہیں چنانچہ فرمایا:

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (سورۃالحجرات:11/49)"اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دیا کرو"

طعنہ دینے سے مراد اس کا کوئی عیب ذکر کرکے اس کو شرمندہ کرنا خواہ یہ عیب جسمانی ہو یا اخلاقی، یا کسی کے خاندان یا اس کے پیشے کو حقیر سمجھا جاتا ہو اور اس کا ذکر کیا جائے۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيْءِ. (جامع الترمذی:1977أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّعْنَةِ)

"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن نہ طعنے دینے والا ہوتا ہے نہ لعنتیں دینے والا ہوتا ہے نہ بے حیائی کے کام کرنے والا ہوتا ہے اور نہ بیہودہ باتیں کرنے والا ہوتا ہے"۔

برے القاب سے پکارنا

زبان کا ایک گناہ دوسرے کو کسی برے لقب سے پکارنا ہے

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○(سورۃ الحجرات:11/49)

"ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا برا ہے، اور جو لوگ (توبہ کرکے) ان باتوں سے باز نہ آئیں تو وہ ظالم ہیں"۔

کسی کا الٹا نام لیا جائے یا ایسا نام رکھ دیا جائے جو اسے ناگوار ہو اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ یہ گناہ ہے اس سے تم خود گنہگار ہو گے اور خود تم پر گنہگار ہونے کا نام لگے گا اور کسی مسلمان پر یہ نام لگنا کہ وہ گنہگار ہے ایمان لانے کے بعد بہت بری بات ہے نتیجہ یہ ہو گا کہ تم کسی دوسرے پر برا نام لگا رہے تھے اور اس عمل سے خود تم پر برا نام لگ گیا (آسان ترجمہ قرآن از شیخ الاسلام)

یعنی کسی مسلمان کے لئے یہ بڑے گناہ کی بات ہے کہ وہ کسی کو برے لقب سے پکارے اس کے الٹے نام رکھے اور ایمان لانے کے بعد اور مسلمان ہونے کا دعوی کرنے کے بعد یہ بہت بری بات ہے کہ آدمی ایسا کام کرے جس سے وہ اللہ کے نزدیک گناہگار سمجھا جائے۔ اور یہ سب زبان کے ایسے گناہ ہیں جن سے ہر مسلمان کو اجتناب کرنا چاہئے اور اگر یہ گناہ ہو گیا ہو تو اس سے توبہ کرنی چاہئے اور جو توبہ نہ کرے اس کے بارے میں فرمایا:

وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (سورۃالحجرات:11/49)

"جو لوگ اس گناہ سے توبہ نہ کریں وہ بڑے ظالم اور گناہگار ہیں"

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَنَادٰی بِصَوْتٍ رَفِیْعٍ، فَقَالَ: یَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِہٖ وَلَمْ یُفْضِ الْإِیْمَانُ إِلٰی قَلْبِہٖ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا تُعَیِّرُوْھُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِھِمْ، فَإِنَّہٗ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَۃَ أَخِیْہِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللّٰہُ عَوْرَتَہٗ، وَمَنْ تَتَبَّعَ اللّٰہُ عَوْرَتَہٗ یَفْضَحْہُ وَلَوْ فِیْ جَوْفِ رَحْلِہٖ قَالَ: وَنَظَرَ ابْنُ عُمَرَ یَوْمًا إِلَی الْبَیْتِ أَوْ إِلَی الْکَعْبَۃِ فَقَالَ: مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَۃً عِنْدَ اللّٰہِ مِنْكِ.(جامع الترمذی: 2032 أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَۃِ بَابُ مَا جَاءَ فِیْ تَعْظِیْمِ الْمُؤْمِنِ)

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک بار رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور آپ نے بلند آواز سے ارشاد فرمایا: اے وہ لوگو! جنہوں نے زبان سے اسلام قبول کیا ہے لیکن ایمان ان کے دلوں تک نہیں پہنچا مسلمانوں کو تکلیف نہ دو نہ انہیں عار دلاؤ اور نہ ان کے عیب تلاش کرو یاد رکھو جو آدمی کسی مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ تعالی اس کی عیب گیری کرتا ہے اور اللہ تعالی جس کی عیب گیری کرتا ہے اسے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہی (چھپ کر) بیٹھا ہو (اور اسی حدیث مبارکہ میں یہ بھی ہے کہ) ایک دن حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کی طرف دیکھا اور فرمایا اے بیت اللہ تو بڑا اعظمت اور عزت والا ہے لیکن ایک مومن کی حرمت اللہ تعالی کے نزدیک تیری عزت سے بھی زیادہ ہے“

اس لئے کسی مسلمان کی عیب جوئی کرنا اور اس کے بارے بدگمانی رکھنا سخت گناہ ہے۔ اس سے نا صرف یہ کہ سخت گناہ ہوتا ہے اور اللہ تعالی کی ناراضگی ہوتی ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس سے آپس میں نفرتیں، بدگمانیاں، غلط فہمیاں اور دشمنیاں جنم لیتی ہیں اور معاشرے کا امن و سکون تباہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے خاص طور پر فرمایا کہ دوسروں کے بارے میں بدگمانی سے بچو اور کسی کی ٹوہ میں نہ لگو۔

چغلخوری کرنا

زبان کا ایک گناہ کسی کی چغلخوری کرنا ہے یعنی کسی میں کوئی بات دوسروں کو اس لئے پہنچانا تاکہ وہ اس سے بدظن ہو جائیں یا اس کے خلاف ہو جائیں قرآن و حدیث میں چغل خور کی سخت مذمت کی گئی ہے اور اس کے لئے سخت وعید آئی ہے ایک آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ○ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ○(سورۃ القلم: 10-11/68)

"اور (اے نبی ﷺ) ایسے کسی شخص کی بات نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانے والا ہے ذلیل ہے۔ طعنے دینے والا ہے، چغلیاں لگاتا پھرتا ہے"

ایک دوسری آیت مبارکہ میں فرمایا:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ○(سورۃ الهمزۃ: 1/104)

"بڑی خرابی ہے ہر اس شخص کے لئے جو دوسروں کی عیب جوئی کرنے والا اور طعنے دینے والا ہے"

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ» (جامع الترمذی: 2026 أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّمَّامِ)

"چغل خور جنت میں نہیں جائے گا"

وعدہ خلافی کرنا

زبان کا ایک گناہ جھوٹا وعدہ کرنا اور وعدہ خلافی کرنا ہے قرآن مجید میں کئی جگہ اللہ تعالی نے اس سے منع فرمایا ہے چنانچہ چودھواں پارہ سورۃ النحل کی ایک آیت مبارکہ میں فرمایا:

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ (سورۃ النحل:91/16)

"جب تم اللہ کا نام دے کر کسی سے عہد کرو تو اس عہد کو پورا کرو"۔

پندرھواں پارہ سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالی ایک جگہ اسلام کے بہت سے بنیادی احکام کا تذکرہ فرمایا ہے وہاں یہ بھی فرمایا:

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا (سورۃ بنی اسرائیل:34/17)

"اور عہد کو پورا کیا کرو قیامت کے دن تم سے اس کے بارے پوچھا جائے گا"۔(کہ تم نے جو عہد اور وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا تھا یا نہیں)

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے کئی جگہ ایمان والوں کی خاص صفت اور نشانی یہ بتائی ہے کہ عہد کو پورا کرتے ہیں۔ سورۃ الرعد میں اللہ تعالی نے ایمان والوں کو اہلِ عقل و دانش قرار دیا ہے اور پھر ان کی کئی صفات بیان فرمائی ہین ان میں سے پہلی صفت یہ بیان فرمائی ہے:

اَلَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ (سورۃ الرعد:20/13)

"جو لوگ اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو توڑتے نہیں ہیں"۔

اس سے معلوم ہوا کہ کتنے گناہ ہیں جن کا تعلق زبان کے ساتھ ہے اور ان میں سے کتنے گناہ ایسے ہیں جن کو ہم گناہ ہی نہیں سمجھتے اور کتنے گناہ ہیں جن کو گناہ سمجھنے کے باوجود دہراتے رہتے ہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ معاشرے میں باہم ناراضگیاں اور لڑائی جھگڑے پروان چڑھتے ہیں۔

زبان کی نیکیاں

جبکہ اس کے مقابلے میں اگر اسی زبان کو صحیح استعمال کیا جائے تو معاشرے میں باہم محبتیں اور الفتیں پیدا ہوں گی اور اس کے ساتھ ساتھ انسان اس زبان کے ذریعے بے شمار نیکیوں سے اپنا دامن سکتا ہے:

- اس زبان کے ذریعے قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔

- ایک بار درود شریف پڑھا جائے تو دس نیکیاں ملتی ہیں دس گناہ معاف ہوتے ہیں دس درجے بلند ہوتے ہیں اور دس رحمتیں حاصل ہوتی ہیں۔
- اس زبان کے ساتھ سچ بولا جائے تو انسان اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔
- اس زبان کے ساتھ آپس میں سلام کیا جائے تو نیکیاں بھی ملتی ہیں سنت ادا کرنے کا ثواب بھی ملتا ہے اور آپس میں محبت بھی بڑھتی ہے۔
- ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے جنت میں درخت لگ جاتا ہے۔
- ایک بار سبحان اللہ وبحمدہ کہنے سے نامہ اعمال نیکیوں سے بھر جاتا ہے۔
- ایک بار سنت سمجھ کر کسی مریض کی تیمارداری کر دینے سے ستر ہزار فرشتے دعاواستغفار کرتے ہیں۔
- اس زبان سے بندہ اللہ تعالی کا ذکر کرتا رہے تو نیکیوں میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے دل کو اطمینان بھی نصیب ہوتا ہے اور کاموں میں برکت بھی ہوتی ہے۔

آخر میں ایک حدیث مبارکہ سن لیجئے جو صحیح بخاری شریف کی آخری حدیث ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: " كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي المِيزَانِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ العَظِيمِ "(صحیح البخاری: 7563 كِتَابُ التَّوْحِيدِ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {وَنَضَعُ المَوَازِينَ القِسْطَ لِيَوْمِ القِيَامَةِ} [الأنبياء: 47]، وَأَنَّ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوزَنُ)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: دو جملے ایسے ہیں جو رحمان کو بڑے محبوب ہیں، زبان پر ہلکے پھلکے ہیں جبکہ میزانِ عمل میں بڑے بھاری ہیں اور وہ ہیں: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ العَظِيمِ"

یعنی یہ دو جملے اللہ تعالی کو بڑے پسند ہیں ان کو زبان سے کہنا کوئی مشکل نہیں لیکن اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ قیامت کے دن ان کی برکت سے اس کے نامہ اعمال میں نیکیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں زبان کو صحیح استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے غلط استعمال سے محفوظ رکھے زبان کے تمام گناہوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔

خطبہ رائٹر: اکرم بشیر مخدوم پوری

فاضل دارالعلوم کبیر والا، خطیب جامع مسجد تقویٰ۔یوبی ایل سوسائٹی۔لاہور

علماء و خطباء ہر ہفتے ہمارا بیان حاصل کرنے کے لئے "بیانِ جمعہ" لکھ کر اس نمبر پر وٹس ایپ کریں۔

03076980022